ISLAM AND OTHER ECONOMIC SYSTEMS	از جناب پروفیسر مہر محمد نواز خاں - ناشر: اسلامک بک سروس - ۹۰ - اے، اردو بازار، لاہور۔

صفحات: ۳۷۶ - صاف ٹائپ - قیمت پیپر بیک ایڈیشن ۳۵/- روپے مجلدہ ۲۲۵ روپے

ہمارے قرونِ رفتہ کے اعلیٰ لٹریچر میں بھی اعتقادی، اخلاقی اور فقہی اُمور پر جتنا وسیع کام ہوا ہے اس کے مقابلے میں اجتماعیات اور تمدنی ادارات اور ان کے نظریات واُصول پر مختصر بحثیں ملتی ہیں - اب جس دَور سے ہم دوچار ہیں اس میں اجتماعیات اور منظمات کی اہمیت بہت بڑھ گئی ہے اور اقوامِ غالب نے ہر دائرۂ فکر و بحث میں اتنا سرمایۂ تحقیق و تجربہ مرتب کر دیا ہے کہ ان کے مقابلے میں ہم اپنے آپ کو پسماندہ سمجھنے پر مجبور ہیں - اسی کا نتیجہ ہے کہ ہمارے نوجوانوں کے انبوہِ کثیر فکرِ اغیار کے سامنے آسیب زدہ ہو کے رہ گئے ہیں -

ایسے حالات میں ایک گروہ وہ ہے جو اسلام کی اٹل صداقتوں پر یقینِ کامل رکھتے ہوئے اجتماعیات کے دائرے میں اپنے سرمایۂ علم کو جلد سے جلد بڑھانے کی مہم میں مصروف ہے جس کے لیے سارے بنیادی تصورات ہمارے ہاں کتاب و سنت کے مطابق علومِ اسلاف میں موجود ہیں -

اسی مقام کی ایک شخصیت جناب پروفیسر محمد نواز خان کی ہے، جن کی صریر خامہ جھنگ جیسے علاقے سے سنائی دی، جہاں یا تو بھینسیں ہوتی ہیں یا بین -

موصوف کو میں اس کوشش پر داد دیتا ہوں کہ انہوں نے اسلامی نقطۂ نظر اور معاشی مباحث پر بات کرتے ہوئے خود بھی سوچا ہے اور دنیا کے بہت سے مفکرین کو بھی ساتھ لے کے چلے ہیں - انہوں نے اچھی انگریزی میں کتاب لکھی ہے -

ہمارے پاس اعلیٰ درجے کے اقتصادی ماہرین کم ہیں، ان میں لکھنے والے اور کم ہیں اور لکھنے والوں میں سے تحقیق و تخلیق کے نادر کارنامے سامنے لاسکنے والے تو خیر کیا کہیں -

پھر ہمارے لکھنے والوں کی ایک مشکل یہ ہے کہ زمانے کی ہوا اور غالب قوتوں کی نوا کے ساتھ چلنے والے مفلوج الضمیر مقلدوں کو چھوڑ کر، جو مبارک لوگ آزادیٔ روح وایمان اور

بقائے خودی سے آراستہ ہو کر کام کر رہے ہیں وہ بھی اس مشکل میں گرفتار ہیں کہ اخلاقی نظریات اور نظاموں کا اتنا بڑا طوفان اُن کو گھیرے ہوئے ہے کہ وہ جب اسلامی اقتصادیات پر لکھنے بیٹھتے ہیں تو اس طوفان کے تھپیڑوں کے زیرِ اثر وہ مخالف نظریات اور نظاموں کو بحث کی لپیٹ میں لیے بغیر چل ہی نہیں سکتے، ورنہ اُن کے قاری بھی اُلجھ جائیں۔

حالانکہ سرمایہ داری کے عیوب بر ہنگی کو نمایاں کر کے جن لوگوں نے اشتراکیت کا تجربہ شروع کیا تھا، ان کے تجربے کا ماحصل آج پون صدی میں مکمل طور پہ سامنے آگیا ہے۔ لاکھوں انسانوں کی ہلاکت اور کروڑوں کو جبریت کے جبل میں مرتبۂ حیوانیت پر رکھنے سے سوائے اس کے کیا ملا کہ ضروریاتِ زندگی کی قلت، مردوں اور کمزوروں کی اور زیادہ محرومی، مذہبوں اور نسلوں کو تباہ کرنے کی جنگِ مسلسل، مصنوعات کے معیار کی پستی، معاشرے میں ہر طرف خیانت کا دَور دَورہ، اور ہر فرد کی بے اطمینانی —— اور اب اس کا نتیجہ نظام میں داخلی شکست و ریخت۔

یہی انجام ہوتا ہے انسانی فلسفوں اور نظاموں کا!

پروفیسر مہر محمد نواز خاں صاحب نے اسلامی اور مخالفِ اسلام نظاموں کا تقابلی مطالعہ بھی کرایا ہے اور خود اسلام کو بھی، اعتقادی، اخلاقی، قانونی، سماجی ہر پہلو سے دکھا کر واضح کیا ہے کہ اسلام کے سادہ سے اُصولِ معیشت انسانیت کے لیے کس درجہ باعثِ خیر و فلاح ہیں۔ انھوں نے فلاح کے مفہوم ہی کی جو وضاحت کی ہے۔ اسی پہ دل عش عش کر اُٹھا۔

مگر یہ ضرورت باقی ہے کہ خود اسلامی معیشت کے پورے اُصول و فلسفہ اور ادارات و نظام کو نہ صرف تحقیق و تفصیل سے سامنے لایا جائے بلکہ آج غیر اسلامی فکر و معیارِ زندگی نے انسانوں کو جس مشکل میں ڈال دیا ہے، اُس سے ان کو کیسے نجات دلائی جائے۔ اسراف کیا ہے۔ قومی دولت اور اجتماعی ضروریات کا لحاظ رکھ کر افراد کی دولت و ملکیت اور آمد و خرچ پر کیا تحدیدیں اجتہادی تدابیر کے طور پہ کی جا سکتی ہیں۔ اسلامی کفالتِ عامہ کا تصور